Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | بدھ ۶ محرم ۱۴۱۰ھ ، ۹ ظہور ۱۳۶۸ ہش، ۹ اگست ۱۹۸۹ء | نمبر ۱۸۱

احمدیہ اخبار

انگلستان کی احمدیہ جماعت کا جلسہ سالانہ عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ بنفسِ نفیس ہر قسم کی تیاری کی نگرانی فرما رہے ہیں۔
احباب کرام حضور کی صحتِ کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کرتے رہیں۔

اِرشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

" ایک دفعہ حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ اندر ایک حجرہ میں تھے۔ حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت دیدی۔ حضرت عمرؓ نے آکر دیکھا کہ صف کھجور کے پتّوں کی آپؐ نے بچھائی ہوئی ہے اور اس پر لیٹنے کی وجہ سے پیٹھ پر پتّوں کے داغ لگے ہوئے ہیں۔ گھر کی جائیداد کی طرف حضرت عمرؓ نے نظر کی تو دیکھا کہ ایک گوشہ میں تلوار لٹکی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر اُن کے آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے عمرؓ تو کیوں رویا؟ عرض کی کہ خیال آتا ہے کہ قیصر و کسریٰ جو کافر ہیں ان کے لئے کس قدر تنعم اور آپؐ کے لئے کچھ بھی نہیں۔ فرمایا۔ میرے لئے دنیا کا اسی قدر حصّہ کافی ہے کہ جس سے میں حرکت کر سکوں۔ میری مثال یہ ہے کہ جیسے ایک مسافر سخت گرمی کے دنوں میں اونٹ پر جا رہا ہو اور جب سورج کی تپش سے بہت تنگ آوے تو ایک درخت کو دیکھ کر اس کے نیچے ذرا آرام کر لیوے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہو پھر اُٹھ کر چل پڑے۔ تو یہ اسوۂ حسنہ ہے۔"

" کوئی تیس سال کا عرصہ گزرا۔ میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ بٹالہ کے مکانات میں ایک حویلی ہے۔ اس میں ہیکہ، سیاہ کمبل پر مَیں بیٹھا ہوں اور لباس بھی کمبل ہی کی طرح پہنا ہوا ہے۔ گویا کہ دنیا سے الگ ہوا ہوں۔ اتنے میں ایک لمبے قد کا شخص آیا اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ مرزا غلام احمد مرزا غلام مرتضیٰ کا بیٹا کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ میں ہوں کہنے لگا کہ مَیں نے آپ کی تعریف سُنی ہے کہ آپ کو اسرارِ دینی اور حقائق اور معارف میں بہت دخل ہے۔ یہ تعریف سُن کر ملنے آیا ہوں۔ مجھے یاد نہیں کہ مَیں نے کیا جواب دیا۔ اس پر اُس نے آسمان کی طرف منہ کیا اور اسکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور بہہ کر رخسار پر پڑتے تھے۔ ایک آنکھ اوپر تھی اور ایک نیچے۔ اور اسکے مُنہ سے حسرت بھرے یہ الفاظ نکل رہے تھے " تہیدستان عشرت را "۔ اس کا مطلب میں نے یہ سمجھا کہ یہ مرتبہ انسان کو نہیں ملتا۔ جبتک کہ وہ اپنے اوپر ایک ذبح اور موت وارد نہ کرے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۷۵ تا ۳۷۷)

● حضرت سیدہ اُمّ متین صاحبہ صدر لجنہ مرکزیہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آجکل ممالک غیر میں اہم خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ قارئین الفضل سے آپ کی صحت و تندرستی اور کامیاب وطن مراجعت کے لئے درخواست دعا ہے۔

(رضیہ درد قائمقام صدر لجنہ مرکزیہ)

● عزیزی عائشہ فہیم بنت محترم ملک محمد فہیم صاحب G - ۴/۲۵، ماڈل ٹاؤن لاہور کے نکاح کا اعلان بعوض پچاس ہزار روپے حق مہر ہمراہ عزیز مکرم مرزا تنویر احمد خالد ابن مرزا بشیر احمد المسکن دارالرحمت ربوہ مورخہ ۸۹/۷/۲۱ کو مکرم وسیم احمد صاحب ظفر مربی سلسلہ نے بیت النور ماڈل ٹاؤن میں کیا۔ احباب کرام کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت اور ثمر آور ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

آغا سیف اللہ مینجر الفضل

● مکرم بشیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سوہلے واڈ ھلواں ضلع گوجرانوالہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ مورخہ ۳۱ جولائی کو تھری کا اپریشن جنرل ہسپتال لاہور میں ہوا ہے۔ احباب سے کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

● مکرم محمد خالد گورایہ صاحب پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی۔ ربوہ کی اہلیہ صاحبہ کچھ عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ پچھلے ہفتہ سے طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہے۔ احباب سے ان کی شفائے کاملہ کیلئے دعا کی درخواست ہے

کیا آپ نے اپنے دفتر اوّل کے بزرگان کا کھاتہ تحریک جدید بحال کروالیا ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۹ ظہور ۱۳۶۸ ہش ۹ اگست ۱۹۸۹ء

ہمارے عقائد ـــ اور ہماری تاریخ

ہم جن حالات میں سے گذر رہے ہیں وہ تقاضا کرتے ہیں کہ ہم دینی معلومات کو دہراتے رہیں۔ اپنے لئے بھی اور اپنے بچوں کے لئے بھی۔ ہمیں اپنے عقائد سے پوری طرح واقفیت ہونی چاہیئے۔ اور ان کی حقانیت کے دلائل ہمیں ازبر ہونے چاہئیں۔ کیا مانتے ہیں اور کیوں مانتے ہیں۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ ہمیں اپنی تاریخ سے واقفیت ہونی چاہیئے۔ کس دور میں کیا ہوا۔ لوگوں نے کیا کیا اور خدا تعالیٰ کے فعل نے کس بات کا ثبوت دیا۔ جماعت کو کیا مشکل پیش آئی اور اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کا کیا حل سمجھایا اور کس طرح اسے نہ صرف حل کیا بلکہ ہمارے قدم اور آگے بڑھا دیئے۔ اور دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔ یہ بات ہمارے ایمان اور ایقان کے لئے اشد ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کی نصرت کی عملی شہادت ہے۔ اور جتنا عملی شہادت سے ایمان بڑھتا ہے اور کسی بات سے نہیں بڑھتا۔ شائد اسی لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ احباب کو تلقین فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس آکر رہو اور اللہ تعالیٰ کا مجھ سے سلوک دیکھو۔ اب وہی باتیں اور ان کے بعد وقوع پذیر ہونے والی ویسی ہی باتیں ـــــ ہمارے لئے تاریخ بن چکی ہیں۔ اور یہ بات نہ صرف ہمارے ایمان کا حصہ ہیں بلکہ ہمارے ایمان کو جلا بخشنے والی ہیں۔

یہ سب باتیں آپ کو احمدیہ لٹریچر میں ملیں گی۔ اور اب تو خدا کے فضل سے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماءاللہ کی طرف سے جو لٹریچر شائع ہوتا ہے وہ آسانی سے مل بھی سکتا ہے اور ہماری ضرورت بھی پوری کرتا ہے۔ لیکن اگر لٹریچر پڑھنے کے بعد آپ کے دل میں کوئی سوال پیدا ہو تو ہچکچائیں نہیں۔ اسکے متعلق پوچھیں ادارہ الفضل نے بھی اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ دوستوں کے سوالوں کے جواب انہیں بذریعہ ڈاک بھیجے جایا کریں۔ آپ ہمیں اپنے سوالات بھیجئے ہم کسی عالم دین سے جواب حاصل کرکے آپ کو ارسال کر دیں گے۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ سوال محض سوال پوچھنے کے لئے نہ ہوں۔ بلکہ آپ حقیقی طور پر اپنے علم میں اضافہ چاہتے ہوں۔ اور اس سوال کے جواب کی آپ کو فوری طور پر ضرورت بھی ہو۔

آگ اور خوں کی بارش کا سماں لگتا ہے
قطرہ قطرہ مجھے شعلوں کی زباں لگتا ہے
کیا کہیں حق کی صدا تم نے دبائی تو نہیں
سارا ماحول مجھے محوِ فغاں لگتا ہے

ـــــ ابوالاقبال

سیدنا حضرت فضل عمر

رہ نما ہے تیرا کامل راہِ او محکم بگیر!

صبح اپنی دانہ چیں ہے شام اپنی ملک گیر
ہاں بڑھائے جا قدم سستی نہ کر اے ہم صفیر

اپنی تدبیر و تفکر سے نہ ہر گز کام لے
رہ نما ہے تیرا کامل راہِ او محکم بگیر

آسماں کے راستوں سے ایک تو ہے باخبر
ورنہ بھٹکے پھر رہے ہیں آج سب برنا و پیر

ذرہ ذرہ ہے جہاں کا تابعِ فرمانِ حق
تم ترقی چاہتے ہو تو بنو اس کے اسیر

فانوس ہوں میں اور خدا اسکا نور ہے

خم ہو رہی ہے میری کمر۔ جسم چور ہے
منزل خدا ہی جانے ابھی کتنی دور ہے

میرا تو کچھ نہیں ہے اُسی کا ظہور ہے
فانوس ہوں میں اور خدا اسکا نور ہے

کھڑکی جمالِ یار کی ہیں عجز و انکسار
سب سے بڑا حجاب سَرِ پُر غرور ہے

ہمت نہ ہار اسکے کرم پہ نگاہ رکھ
مایوسیوں کو چھوڑ وہ ربّ غفور ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشادات

سوال و جواب

نیچر کو سمجھنے کی ضرورت

اس سوال پر کہ بعض لوگ کہتے ہیں معذور بچوں کی پیدائش سراسر ظلم اور ناانصافی ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ حضور نے فرمایا تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیتے ہیں اگر خدا نہ ہو تو اس (معذور) بچے کے نقص کی گالی پھر کس کو دیں گے۔ کیا کوئی باقی رہ جاتا ہے۔ سائل نے عرض کیا۔ نہیں۔ فرمایا یہ ایک NATURE ہے جس کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ کیوں واقعات ہوتے ہیں۔ جو لوگ اس کی لوجیکل تشریح کرتے ہیں اور اپنے دل کو مطمئن کر لیتے ہیں تو کیا خدا اس نیچر کا خدا نہیں ہو سکتا جو دلوں کو مطمئن کر دیتی ہے خدا کو تھوڑی دیر کے لئے بھول جایئے۔ پھر ان سے پوچھیں بتاؤ اس کی کونسی LOGIC ہے تو پھر آپ کو وہ بتائیں گے۔ وہ کہیں گے ہاں نیچر ہے اس میں یہ یہ واقعات ہوتے ہیں دادا پڑدادا نے یہ غلطیاں کی تھیں جو جینز میں چلی گئیں اور اس کے نتیجہ میں یہ واقعہ ہوتا ہے، ان مظالم کا کوئی بھی ذمہ دار نہیں اور یہ مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ٹھیک ہے تو اس لئے وہ خدا جس نے کائنات کو پیدا کیا اس نیچر کا خدا ہے جس نیچر نے ان کو مطمئن کر دیا ہے اس لئے پھر اس پر بھی اعتراض نہیں آتا۔

کائنات کی گرینڈ پلاننگ

اصل بات یہ ہے کہ یہ تو الزامی جواب ہے امر واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کے سوالات کرنے کے لئے انسان کو زیادہ VISION چاہیئے۔ چھوٹی سی سطح پر بیٹھ کر محدود دائرہ کا جو اعتراض ہوتا ہے وہ بعض دفعہ اس لئے غلط ہوتا ہے کہ اس کا تعلق LARGER SCHEME OF THINGS سے ہوتا ہے۔ جب تک وسیع پیمانے پر اس سکیم کا جائزہ نہ لیا جائے اس اعتراض کی سمجھ ہی نہیں آ سکتی۔ اب درخت ہے۔ درخت کی بعض ٹہنیاں خشک ہو رہی ہوتی ہیں اگر کوئی چھوٹا سا کیڑا وہیں پیدا ہو اور وہیں مر جائے تو وہ اس بات کو سمجھ نہیں سکے گا کہ درخت کیوں ہوا۔ یہ ٹہنی کیوں خشک ہوئی یہ کیا قصہ ہے۔ سکیم آف تھنگز یعنی ساری کائنات کی PLAN کو جب تک ہم نہیں دیکھتے اس وقت تک بعض باتوں کی سمجھ نہیں آتی۔ بعض عمومی چیزوں میں جب کسی چیز کی گرینڈ سکیم ہو، اُن میں بعض باتیں لازماً دوسروں سے ادنیٰ ہوں گی۔ یہ ناممکن ہے کہ ہر چیز اعلیٰ ہو کیونکہ وہ سکیم کا حصہ ہے مثلاً ایک بلڈنگ ہے اس میں بعض اینٹیں لازماً ٹائلٹ میں لگیں گی اور اس سے کوئی مفر نہیں ہے۔ بعض سجدہ گاہوں پہ لگیں گی، بعض زینت کے مقامات پر لگیں گی۔ بعض ٹھوکر کے مقامات پہ لگیں گی۔ اگر ان میں حِس ہوتی تو کیا ان کو انسان پر اعتراض کا یہ حق تھا کہ تم نے ہم سے ناانصافی کی ہے۔ کوئی حق نہیں تھا۔ اس لئے کہ انسان ان کا خالق ہے اور مالک بھی ہے اور اس نے عمداً کچھ ایسی حرکت نہیں کی جس سے گریز ممکن تھا۔ اس نے ایسی حرکت اس لئے کی ہے کہ اس کی سکیم اگرچہ اچھی ہو یعنی مجموعی طور پر اچھی ہو تو اس میں لازماً بعض کے مقدر میں بعض ادنیٰ حالتیں آئیں گی بعض کے مقدر میں بعض اعلیٰ حالتیں آئیں گی اس سے مفر ہی کوئی نہیں ہے۔

موت اور زندگی کا فلسفہ

پس دیکھنا یہ پڑے گا کہ کیا خدا تعالیٰ نے زندگی کی جو سکیم بنائی وہ سکیم تو اس شکل کی نہیں ہے کہ اس میں مجبوری ہو ایسی حالتوں کی اگر مجبوری ثابت ہو (مجبوری ان معنوں میں نہیں کہ خدا قادر ہے مجبوری ان معنوں میں کہ اگر اس کو REMOVE کر دیا جائے تو مجموعی شکل منہدم ہو جائے اور خراب بن جائے، مثلاً ایک گھر میں آپ سجدہ گاہیں ہی بنا دیں رہنے کا کمرہ ہی کوئی نہ بنائیں ٹائلٹ ہی کوئی نہ بنائیں آپ کو اختیار تو ہے نا! مجبوری ان معنوں میں تو نہیں ہے کہ آپ نہیں بنا سکتے لیکن بغیر ٹائلٹ کے گھر میں تو آپ نہیں رہ سکیں گے آپ ایک مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ تو اللہ کی سکیم آف تھنگ کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو قرآن کریم اس پر ایک آیت میں بڑے پیارے رنگ میں روشنی ڈالتا ہے۔ فرماتا ہے۔ ہم نے موت اور زندگی کو پیدا کیا اور ان دونوں کے درمیان ایک جدوجہد پیدا کر دی تا کہ یہ معلوم کرے کہ تم میں سے احسن عمل والا کون ہے۔ اب اہلِ علم جانتے ہیں کہ جب خدا کہتا ہے یہ معلوم کرے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ اللہ کو علم نہیں تھا۔ مراد یہ تھی کہ عملی دنیا میں اس طرح اظہار کرے کہ احسن عمل والا نمایاں ہوتا چلا جائے اور بدعمل والا بھی دوسرے رنگ میں نمایاں ہوتا چلا جائے۔ تو جس کو سائنس SURVIVAL OF THE FITTEST یا STRUGGLE FOR EXISTANCE کہتی ہے یہ وہ PHENOMENA ہے جس کو قرآن موت اور زندگی بیان کر رہا ہے یہ دو حالتوں کی انتہائی شکلیں ہیں۔ ان کے درمیان بے شمار چھوٹے چھوٹے فزم ہیں۔ کچھ چیزیں موت کی طرف حرکت کر رہی ہیں کچھ زندگی کی طرف حرکت کر رہی ہیں ان دونوں کی POLARISATION کے نتیجہ میں جدوجہد پیدا ہوتی ہے۔ اور اگر یہ جدوجہد نہ ہو تو حُسنِ عمل یا تحسین جنس پیدا نہیں ہو سکتی زندگی ترقی نہیں کر سکتی اس لئے ان "منصف مزاجوں" کو جن کے ذہن میں یہ سوال آتا ہے ان کو توجہ دلا کر دیکھیں کہ اللہ کی اس سکیم کو کر کے دکھا دو ایسی سکیم بناؤ کہ کائنات میں پہلے دن سے انصاف قائم ہو یعنی جتنے ایمیبا خدا نے پیدا کئے ہوں ہر ایک کو برابر خوراک مل رہی ہو در پھر زندگی کا اگلا قدم اٹھا کے دکھا دو TOTAL ANNIHILATION OF PROGRESS کا نام انصاف ہے تو ایسا انصاف جو جاہلانہ تصور رکھتا ہو جس کے نتیجہ میں ترقی ختم ہو جائے خدا ایسے انصاف کا تو قائل نہیں۔ پھر یہ مالک نہیں ہیں اور اللہ مالک ہے۔

تلافی مافات کا قدرتی نظام

یہاں سکیم آف تھنگ کی مجبوری کی وجہ سے بعض افراد، بعض جزئیات کو نقصان پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ساتھ یہ بھی وعدہ کرتا ہے کہ میں اس کو RECOMPENSATE کروں گا اگر اس دکھ کو میری خاطر برداشت کرو گے۔ یعنی جن کے رشتہ داروں کو دکھ پہنچتا ہے وہ اگر برداشت کریں گے یا جس کو تکلیف پہنچتی ہے وہ برداشت کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس کو RECOMPENSATE کر سکتا ہوں اس کی ایسی جزاء دے سکتا ہوں کہ تم اتنے راضی ہو جاؤ کہ یہ تکلیف تمہیں تکلیف ہی محسوس نہ رہے۔ اور یہ واقعات ہو جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ لوگ بعض دفعہ یہ دیتے ہیں کہ خدا ہے ہی نہیں پھر RECOMPENSATE کون کرے گا لہذا یہ تو فرضی باتیں ہیں۔ تو پھر آپ ان کو جواب دیں کہ اگر یہ فرضی باتیں ہیں تو پھر خدا پر اعتراض کیوں کر رہے ہو جو بقول آپ کے ہے ہی نہیں۔ یہ تو سوال ہی تب اٹھتا ہے کہ خدا ہے اور اگر ہے تو اس بات پر قادر ہے کہ وہ اتنے انعامات دے دے اور وہ وعدہ کرتا ہے کہ میں دے دوں گا۔ پھر اعتراض ختم ہو جاتا ہے۔ اوّل تو اعتراض کی اوّل قدم کی گنجائش نہیں اور اس کے باوجود اگلے قدم پہ خدا خود ہی ایسی بات بیان کر دیتا ہے کہ اگر اعتراض ہوتا بھی تو وہ نہ رہتا۔

انسانی ترقی دکھ درد کی مرہونِ منت ہے

پھر آگے ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ اس دکھ کے نتیجہ میں انسانیت کو بحیثیت مجموعی سُکھ نصیب ہوتا ہے کیونکہ یہ چیز بیماری کا ایک حصہ ہے اس کو آپ بیماری سے ELIMINATE نہیں کر سکتے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ارتقاء نے جب زندگی کو انسان تک پہنچا دیا تو انسان کی ترقی بھی سو فیصدی دکھوں کی مرہونِ منت ہے۔ اگر انسان دکھوں کا شکار نہ ہوتا تو یہ ترقی آج نصیب نہ ہوتی۔ جتنی حیرت انگیز ایجادات ہوتی ہیں ان ایجادات کا پس منظر یہ ہے کہ کسی نے کوئی دکھ محسوس کیا گرمی محسوس کی سردی محسوس کی کپڑے سینے میں کوفت محسوس کی۔ کیمرہ بنایا تو یہ محسوس کیا کہ اس کا شٹر FIX کرتے کرتے دیر ہو جاتی ہے اور اتنی دیر میں جس کی تصویر کھینچی ہے وہ چلا بھی جاتا ہے تو ہر ترقی کے پیچھے ایک دکھ ہے اور ہر

باقی صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلوماتِ عامہ

ارجنٹائن

دارالخلافہ۔ بیونس آئرس جس کی آبادی ۳۰ لاکھ افراد ہے۔ سارے ملک کی آبادی ۱۹۸۶ء کے مطابق ۳ کروڑ اور ۱۰ لاکھ ہے اور آبادی کے اضافہ کی شرح جو ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۵ء تک اندازہ لگایا گیا ۱٫۶ فی صد ہے۔ خیال یہ ہے کہ ۲۰۰۰ء میں اس کی آبادی ۳ کروڑ ۷۰ لاکھ ہو جائے گی۔ ملک کا رقبہ ۱۰ لاکھ ۷۲ ہزار ۵۱۵ مربع میل ہے مذہب رومن کیتھولک ہے۔ زیادہ تر سپینش زبان بولی جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ انگریزی، اطالوی، فرانسیسی اور جرمن زبانیں بھی سمجھی اور بولی جاتی ہیں

ڈاکٹروں کی تعداد اتنی ہے کہ ہر ۴۳۰ افراد کے لئے ایک ڈاکٹر موجود ہے اور ہر دس افراد میں سے ایک کے لئے ٹیلیفون اور ہر پانچ افراد میں سے ایک کے لئے ٹی وی سیٹ۔ سارے ملک میں ۲۹۷ روزنامے شائع ہوتے ہیں۔ سینما کی تعداد ہمیں معلوم تو ہے لیکن ہم بتائیں گے نہیں۔ کیونکہ ہماری جماعت کے افراد کو ان سے کوئی واسطہ نہیں۔

جہاں تک تعلیمی سسٹم کا تعلق ہے پرائمری سکول سیکنڈری سکول سیکنڈری ٹیکنیکل اور ہائی سکول اور ۳۸ قومی اور نجی یونیورسٹیاں ہیں۔ معیشت کا انحصار عام طور پر زراعت پر ہے یا مویشی پالنے پر۔ جہاں تک صنعت کا سوال ہے۔ زیادہ تر گوشت کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ اور اسی چیز کو خاص طور پر برآمد کیا جاتا ہے۔ حکومت کے بعض خاص اخراجات کی صورت یہ ہے۔ تعلیم پر تمام آمد کا ۹٫۵ فی صد دفاع پر ۸٫۸٪ اور صحت جسمانی پر ۱٫۸ فی صد خرچ کیا جاتا ہے۔ جی۔ ڈی۔ پی۔ ۸۶۵۹۲ ملین ہے۔ یہاں کے سکے کو پیسو کہتے ہیں۔ لڑائی میں ۴۵۰۰۰ آرٹیلری فوجی ہیں اور ۲۹۰۰۰ بحری فوج سے تعلق رکھتے ہیں ۱۳۰۰۰ افراد ائرفورس میں ہیں اور ان کے پاس اسوقت ۱۴۳ جہاز ہیں۔

ارجنٹائن ساؤتھ امریکہ میں رقبہ کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر آتا ہے۔ یہاں شمال میں بعض علاقے پہاڑی ہیں اور بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں برف جمی رہتی ہے برف کی وجہ سے "سکی اینگ" بہت اچھی ہو سکتی ہے اور دھوپ کی وجہ سے یہاں کا ساحل سمندر مشہور ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ملک کا درمیانی حصہ جو بہت زیادہ زرخیز ہے اس کی مشہوری کا باعث ہے زرخیز علاقے میں ۵ کروڑ ۵۰ لاکھ مویشی اور ۳ کروڑ بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔ چراگاہیں ساری زمین کا ۴۱ فیصد حصہ بنتی ہیں۔ اسی لئے ایک لمبے عرصے سے ان کی بنیادی خوراک گوشت ہے اور یہی ان کی معیشت کا زیادہ مضبوط ذریعہ ہے تیل اور گیس کے لئے یہاں خاص جدوجہد کی گئی ہے اور اسی جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ ارجنٹائن کو تیل کسی اور جگہ سے خریدنے کی ضرورت نہیں، یہ بھی زیر تجویز ہے کہ ہائیڈرو الیکٹرک پاور کو ترقی دی جائے جیسا کہ نیوکلیئر انرجی کے لئے بھی روز افزوں کوششیں جاری ہیں۔

۱۵۱۵ء میں سپین نے ارجنٹائن کو اپنی نوآبادی بنالیا تھا اگرچہ ہندوستانی باشندوں نے پُرزور احتجاج کئے تھے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور انیسویں صدی تک ان لوگوں کا پوری طرح صفایا کر دیا گیا۔

۱۸۱۶ء میں ملک کو آزادی ملی اگرچہ سول وار ۱۸۵۳ء تک جاری رہی اور یہ وہ وقت تھا جب حکومت مضبوطی کے ساتھ قائم ہو سکی۔

اٹھارویں صدی کے آخری سالوں سے لے کر ملک کا نظام حکومت زیادہ تر فوجی ڈکٹیٹروں کے ہاتھ میں رہا ان سب ڈکٹیٹروں میں سے لیفٹیننٹ جنرل جوآن پیرون زیادہ مشہور ہوئے۔ جو ۱۹۴۶ء میں اپنی بیوی ایوا کی مدد سے ملک کے سربراہ بنے۔ ایوا ۱۹۵۲ء میں فوت ہو گئی۔ اور ۱۹۵۵ء میں پیرون کو ملک کی سربراہی سے دست بردار کر دیا گیا اگرچہ پیرونی تحریک مضبوطی سے جاری رہی اور اس کے نتیجے میں ۱۹۷۳ء میں پیرون پھر ملک کے سربراہ بن گئے۔ اس سے اگلے سال ان کی وفات ہو گئی اور ان کی دوسری بیوی ایزابل ان کی جانشین بنی۔ ان کو ۱۹۷۶ء میں ۳ فوجی افسروں کی کونسل نے اقتدار سے الگ کر دیا۔ ارجنٹائن کی موجودالوقت کہانی میں ۱۹۸۲ء کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس وقت ارجنٹائن نے وہ جزیرے جو جنوبی اٹلانٹک میں تھے جنہیں یہ مالویناس کہتے ہیں اور جنہیں برطانیہ کے لوگ فاک لینڈز کہتے ہیں پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ فوجی قبضہ تھا اور اپریل ۲ سے جون ۱۴ تک قائم رہا۔ اس قبضے کو ختم کرنے کے لئے برطانوی بحری بیڑے نے حملہ کیا اور یہ جزیرے واپس لے لئے ارجنٹائن کی اس شکست کے نتیجے میں جنرل لیوپولڈو گیلٹیری LEOPOLDO GALTIERIE کو دست بردار ہونا پڑا اور اس کے نتیجے میں وہاں پر ایک سویلین صدر منتخب ہو گئے جن کا نام راؤل الفانس ہے۔ RAOULAL FONSIN - ارجنٹائن اپنے لوگوں کی جسمانی حیثیت میں قریبی ملکوں سے ممتاز ہے۔ ان کے پاس کافی سے زیادہ خوراک ہے اور ان کی صحت جسمانی اور تعلیم کے شعبے خاصے مضبوط ہیں۔ اگرچہ وقفے وقفے سے حالات بدلتے رہتے ہیں اور کرنسی کی قیمت خاصی کم ہو جاتی ہے۔

ایک بات جسے ارجنٹائن کے ماتھے پر ایک دھبہ سمجھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جب ۱۹۷۶ء میں فوج قابض ہوئی تو ۲۰ ہزار مخالفین کو صفحہ ہستی سے ناپید کر دیا گیا۔ لیکن جب جمہوریت واپس آئی تو جن لوگوں نے ظلم کی انتہا کی تھی انہیں اس کا بدلہ مل گیا۔ (ن۔س)

بقیہ: سوال و جواب

دکھ کے نتیجہ میں ایک راحت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس PHENOMENA کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ کہ لامتناہی آسانیوں کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پس منظر میں اس سے ادنیٰ دکھ موجود ہو اور ہر دکھ جب دُور ہو تو تمہیں ایک نئی فرحت نصیب ہو۔ تو یہ دُکھ بھی چونکہ سکیم آف تھنگ کا حصہ ہے اسے باقی سکیم سے ELIMINATE کر کے اعتراض کرنا جائز نہیں۔

ماں باپ کے قصور کی بچے کو سزا کیوں ملتی ہے

اس پر یہ سوال اُٹھا کہ ماں باپ تو جو دُکھ اٹھاتے ہیں وہ تو اُن کے کسی قصور کا نتیجہ ہو سکتا ہے لیکن بچے نے تو کوئی قصور نہیں کیا ہوتا وہ کس قصور کی سزا پاتا ہے حضور نے فرمایا۔ یہ سزا والا جو نظریہ ہے یہ مکمل نہیں ہے اور اس میں ایک نقص ہے ماں باپ جنہوں نے قصور کیا ان کو تو سزا ہو گئی وہ دُکھ دیکھ رہے ہیں بچے کو کیوں سزا ملی یہ اگلا سوال ہے وہاں پھر ناانصافی والا سوال اُٹھ جاتا ہے۔

اس کا ایک اَور بھی جواب ہے اور وہ بھی قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کو مختلف شکلوں میں پیدا کیا ہے اور ہر ترقی یافتہ زندگی ادنیٰ زندگی سے بہتر ہے اس سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا۔ تو بچے کی تکلیف تو آپ کو نظر آ رہی ہے لیکن مینڈک کا کیا قصور تھا کہ اس کو مینڈک بنا دیا اور آپ کو انسان بنا دیا۔ اور گوبر کے کیڑے کا کیا قصور تھا کہ اس کو گوبر کا کیڑا بنا دیا اور آپ کو انسان بنا دیا۔ اور کیا وہ بچہ یہ پسند کرے گا کہ اس کو گوبر کا کیڑا بنا دیا جائے بجائے اس کے کہ وہ DEFORMED بچہ رہے۔

پس امر واقعہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو کچھ ملتا ہے جتنا بھی ملتا ہے وہ بھی اس کا احسان ہی ہے اسی لئے بعض لوگ آپ دیکھیں گے بظاہر دکھوں میں اٹے پڑے ہیں لیکن خودکشی نہیں کرتے اور سائنسدان کہتے ہیں کہ خودکشی کرنے والا اصل میں پاگل ہوتا ہے۔ جان بوجھ کر عقل والا آدمی خودکشی نہیں کیا کرتا اس کو زندگی سے پیار ہوتا ہے جتنی بھی زندگی اسے ملی ہوئی ہے وہی اُسے اچھی لگتی ہے اس لئے واقعہ یہ ہے کہ COMPARATIV ہے ناانصافی۔ یعنی بعض زاویوں سے RELATIVE TERMS میں ناانصافی نظر آ رہی ہے واقعاتی لحاظ سے کوئی ناانصافی نہیں ہے کیونکہ مالک نے جو کچھ دیا ہے وہ عملاً اس پر بھی راضی ہے۔ اور اس سے ادنیٰ بھی ہو سکتا تھا اور کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تھا۔

(جاری ہے)

احیاء کھاتہ جات

مکرم وکیل المال صاحب اوّل تحریک جدید ربوہ فرماتے ہیں کہ اگر احباب اپنے رشتہ دار بزرگوں کے علاوہ بھی کسی وفات یافتہ بزرگ کی طرف سے چندہ تحریک جدید ادا کر کے انکا کھاتہ جاری رکھوانا چاہئیں تو شوق سے ایسا کر سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

از مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی ۔ بی ۔ اے

خبر کی تخلیق اور اس کے مختلف مراحل

قسط اوّل

آخری زمانے کی علامات کے طور پر جو باتیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں ۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ صحیفے (یعنی کتابیں اخبار اور رسالے وغیرہ) پھیلائے جائیں گے ۔ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس زمانے میں اخبار نویسی کا فن اپنے عروج پر ہوگا ۔ چنانچہ آجکل فی الحقیقت اس فن نے بہت ترقی کی ہے اور اس کو کئی لحاظ سے سماجی زندگی میں بنیادی اہمیّت حاصل ہے ۔ مکرم مسعود احمد صاحب دہلوی کا یہ مقالہ جو انہوں نے ۱۹ مارچ ۱۹۵۹ء کو مجلس علمی جامعہ احمدیہ ربوہ کے اجلاس میں پڑھا تھا ۔ اس اہم فن کے ایک پہلو کی وضاحت پر مشتمل ہے ۔ امید ہے کہ قارئین کے لئے اس کا مطالعہ دلچسپی کا باعث ہوگا (ایڈیٹر)

فی زمانہ اخبارات کا مطالعہ قریباً ہر پڑھے لکھے انسان کے معمولات میں داخل ہے ۔ صبح نیند سے بیدار ہونے اور آغاز سحر کے ابتدائی معمولات سے فارغ ہونے کے بعد ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اوّلین فرصت میں اس روز کے اخبار پر نگاہ ڈال کر یہ معلوم کرلے کہ گذشتہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر کرۂ ارضی کے کونے کونے میں کیا کچھ اہم واقعات رونما ہوئے ہیں ۔ ہر شخص اخبار اٹھاتے ہی جب اس پر پہلی نظر ڈالتا ہے تو اسے یوں معلوم ہوتا ہے ۔ کہ خبروں کے جلی عنوانات بڑی تیزی سے اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرتے جارہے ہیں ، اور ان کے اس طرح گزرنے کے نتیجہ میں وہ بے شمار باتیں جو چند لمحہ پہلے تک یکسر پردۂ راز میں تھیں ۔ ایک ایک کرکے طشت از بام ہو رہی ہیں ۔ اس طرح ایک ہی نظر میں تمام ضروری واقعات سے مجملاً آگاہی حاصل کرلینے کے بعد وہ حسب پسند کسی ایک واقعہ یا تقریر پر مشتمل خبر کو لیتا ہے ۔ اور تیزی سے اسے پڑھتا چلا جاتا ہے ۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک یا دو منٹ میں اسے اس واقعہ یا تقریر کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہے ۔ جس کے ظہور پذیر ہونے یا پایۂ تکمیل کو پہونچنے میں گھنٹوں صرف ہوئے تھے ۔ اسی انداز میں جب وہ گھنٹہ بھر میں پورے اخبار کا مطالعہ کر چکتا ہے ، تو اسے اپنے شہر ملک اور پوری دنیا کے اہم واقعات ، نامور لیڈروں کے بیانات اور تقریروں کے خلاصوں سے بڑی حد تک آگاہی حاصل ہو جاتی ہے ۔ حالانکہ دوسرے شہروں اور ملکوں سے قطع نظر اگر وہ خود اپنے ہی شہر کی چند ایک تقریبات میں شریک ہوکر آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو دن کا اکثر حصّہ انہی تقریبات کی نذر ہو جانے کے باوجود چند اُڑی مٹی تفصیلات کے سوا اسے کچھ بھی حاصل نہ ہوسکتا ۔ لیکن اخبار کی مدد سے صرف ایک گھنٹے میں ہی ساری دنیا کے اہم واقعات اس پر منکشف ہو جاتے ہیں ۔ اخبارات کی یہی وہ بنیادی افادیت ہے جس کی وجہ سے لوگ اخباروں کو بہت اہمیّت دیتے ہیں بالالتزام ان کا مطالعہ ان کے معمولات کا ایک اہم جزو بن چکا ہے ۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

اخباروں کے ساتھ عوام کی اس قدر گہری وابستگی اور لگاؤ کے باوجود بالعموم لوگ اس جدوجہد اور کاوش سے ناآشنا ہوتے ہیں ۔ جو واقعات کو خبروں کی شکل میں ڈھالنے کے سلسلہ میں کی جاتی ہے ۔ عام طور پر لوگ اس کام کو ایک ایسے زاویۂ نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہیں جو درست نہیں ۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ایک شخص باغ میں جاکر رنگا رنگ کے کھلے ہوئے پھولوں میں سے اپنی پسند کے چند پھول چُن لاتا ہے اور پھر ان کو ایک گلدستہ کی شکل میں جمع کر کے گلدان میں رکھتا اور ان سے اپنے ڈرائنگ روم کو سجاتا ہے ۔ اسی طرح ایک اخبار نویس دنیا میں رونما ہونے والے نت نئے واقعات میں سے بعض واقعات چُن لیتا ہے اور پھر انہیں ایک خاص اندازِ تحریر کا جامہ پہنا کر اپنے اخبار کی زینت بنا دیتا ہے ۔ ان کے نزدیک اخبار نویس کا کام اتنا ہی ہے ، کہ وہ از خود رونما ہونے والے واقعات کو چُن کر انہیں عام فہم انداز میں تحریر کر دے ۔ گویا اس کا فن چنندہ واقعات کو ضبط تحریر میں لانے تک محدود ہے ۔ یہ تاثر ایک غلط فہمی کی پیداوار ہے ۔ اور وہ غلط فہمی یہ ہے کہ بالعموم لوگ واقعہ اور خبر کو ایک ہی چیز تصور کرتے ہیں ۔ ان کی نگاہ میں واقعہ اور اس واقعہ کی خبر میں چنداں فرق نہیں ہوتا ، حالانکہ صحافتی نکتۂ نظر سے کامل تطابق کے باوجود واقعہ ایک الگ چیز ہے ، اور اسی واقعہ کی خبر ایک جداگانہ شئے ۔ کوئی واقعہ بھی اپنی ظاہری شکل کے اعتبار سے ہرگز خبر نہیں کہلا سکتا ۔ بلکہ ہمیشہ واقعہ میں سے خبر پیدا کی جاتی ہے ۔ یہ خبر کس طرح پیدا ہوتی ہے ۔ اس کے لئے یہ جاننا ضروری ہے ۔ کہ ہر واقعہ جو رُونما ہوتا ہے ۔ اس کے بعض اجزاء تو از خود منظرِ عام پر آجاتے ہیں ۔ اور ہر وہ شخص جو وہاں موجود ہو ان کا مشاہدہ کر سکتا ہے ۔ لیکن بعض اجزاء از خود منظرِ عام پر نہیں آتے بلکہ ان پر سے پردہ اٹھا کر انہیں ظاہر کرنا پڑتا ہے ۔ سو اخبار نویس کا پہلا کام تو یہی ہے کہ وہ نہ صِرف ایسے پوشیدہ اجزاء کو ایک ہی نظر میں بھانپ لے بلکہ دریافت کر کے اسے منظر عام پر لائے ۔ جب واقعہ کے تمام اجزاء اس کے سامنے آجاتے ہیں ۔ تو پھر وہ ان میں سے اہم اور کار آمد اجزاء کو نِکال لیتا ہے ۔ اور انہیں جوڑ کر ایک مکمل تصویر بنانے کی کوشش کرتا ہے ، اس کوشش میں اسے بعض اوقات ایسا مسالہ اور مواد بھی استعمال کرنا پڑتا ہے ۔ جو پہلے سے اس میں موجود نہیں ہوتا ۔ مزید برآں ان اجزاء کو باہم جوڑنے کے بعد جو شکل بنتی ہے ۔ بعض اوقات اس کو خوبصورت بنانے اور اس کے حُسن کو نکھارنے میں ذہنی طور پر اچھی خاصی کاوش اٹھانی پڑتی ہے ۔ ان کاوش کا صحیح اندازہ لگانا شائد دوسروں کے لئے ممکن نہ ہو ، لیکن جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

بھنور میں ناؤ جس کی پھنس گئی ہو بس وہی جانے
وہ کیا جانے میسّر عافیت ہو جس کو ساحل کی

صحافت کے دو اہم پہلو

یہ تو صحیح ہے کہ اخبار نویس اس بات پر قادر نہیں ہوتا کہ وہ خاص خاص واقعات کو رونما ہونے پر مجبور کردے ۔ واقعات اس کی کسی کاوش یا خواہش کے بغیر ہمیشہ خود ہی رونما ہوتے ہیں لیکن اس میں بھی ذرا کلام نہیں ، کہ ان واقعات سے خبر وہ خود پیدا کرتا ہے ۔ گھڑی گھڑائی خبر ان میں موجود نہیں ہوتی ۔ جس چیز کو خبر کہتے ہیں وہ اسے خود بنانی پڑتی ہے ، اور جب ذہنی طور پر وہ خبر بنالی جاتی ہے یعنی نہاں خانۂ دماغ میں اس کی تخلیق عمل میں آجاتی ہے ، تب کہیں جاکر اس کو ضبط تحریر میں لانے کا مرحلہ آتا ہے ، اس تخلیقی کاوش کے بعد اسے الفاظ کا جامہ پہنانے میں اخبار نویس جس فن سے کام لیتا ہے ۔

عوام الناس صرف اس کو ہی صحافت سمجھتے ہیں ، حالانکہ صحافت میں واقعات میں سے خبر تخلیق کرنے کی صلاحیّت اور خبر کو مخصوص الفاظ کا جامہ پہنانے کا فن دونوں شامل ہیں ۔ اس بات کو بیان کرنے سے یہ واضح کرنا مقصود ہے ۔ کہ ایک کامیاب اخبار نویس بننے کے لئے انسان میں ذہنی طور پر ایک مخصوص نوعیّت کی تخلیقی صلاحیّت کا موجود ہونا مقدّم ہے ، اور لکھنے کا مخصوص انداز اور اس کے جملہ لوازمات مؤخر ۔

یہ واضح ہو جانے کے بعد کہ واقعات خبر نہیں ہوتے ۔ بلکہ ذہن کی تخلیقی صلاحیّت واقعات میں سے خبر کو خود پیدا کرتی ہے ۔ اس عوامی تصوّر کا غلط ہونا کسی مزید دلیل کا محتاج نہیں رہتا کہ اخبار نویس کا کام صِرف اتنا ہی ہے کہ وہ باغِ عالم میں ہر آن کھلنے والے واقعات کے شگوفوں میں سے چند شگوفے چُن کر انہیں اخبار کے گلدان میں ایک گلدستے کی طرح سجادے ۔

حقیقت یہ ہے کہ رونما ہونے والے واقعات کِھلے کِھلائے پھول کی شکل میں کبھی رونما نہیں ہوتے ۔ بلکہ ان کی حیثیت ان شاخوں کی سی ہوتی ہے کہ جن میں وہ مادہ موجود ہوتا ہے کہ جو سمٹ کر پھول کی شکل میں ظاہر ہوسکتا ہے ۔ اخبار نویس ان شاخوں کو توڑتا ہے کہ جن میں یہ مادہ موجود ہو ۔ پھر وہ اپنی تخلیقی صلاحیّت کو بروئے کار لاکر اس مادے کو سمیٹتا اور اسے شگوفے کی شکل دیتا ہے ۔ اس کے بعد وہ اس شگوفے کو پھول کی شکل میں کِھلا کر خود بھی لطف اٹھاتا ہے ۔ اور دوسروں کو بھی لطف اندوز ہونے کا موقعہ دیتا ہے ۔ پھول چننے اور متعدّد پتیوں کو ڈھونڈ کر انہیں پھول کی شکل دینے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہی وہ فرق ہے جسے دوسرے لوگ نظر انداز کرنے کے باعث اخبار نویسی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا

مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب انسپکٹر مال کی آنکھوں کا اپریشن ہوا ہے۔

مکرم مرزا ممتاز احمد صاحب کی بھاوج محترمہ فہمیدہ منصور صاحبہ تقریباً چار ماہ سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں۔

مکرم محمد اکرم خان صاحب کارکن دفتر وصیت کو شیاٹیکا کی تکلیف دوبارہ شروع ہو گئی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

میری والدہ محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ زوجہ حکیم رحمت علی صاحب حلقہ رچنا ٹاؤن لاہور ۲۸ جولائی بروز جمعۃ المبارک دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئیں۔ موصوفہ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور بلند درجات عطا فرمائے۔

مظہر احمد طاہر۔ جی ٹی روڈ شاہدرہ۔ لاہور

نمایاں کامیابی

میرے بیٹے عزیزم رضوان احمد نے امسال فیصل آباد سے مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں ۵۷۵ نمبر حاصل کر کے اپنے سکول میں نمایاں پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیزی رضوان احمد، چوہدری نعمت علی صاحب ریٹائرڈ S.D.O کا پوتا ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی عزیز موصوف کو مزید ترقیات سے نوازے اور احمدیت کا سچا خادم بنائے۔

(چوہدری عبدالصمد حلقہ کریم نگر فیصل آباد)

تقریب شادی

مکرم جمیل احمد صاحب (مربی سلسلہ ۳۷ جنوبی ضلع سرگودھا) ابن مکرم چوہدری معراج دین صاحب کی شادی محترمہ لبنیٰ تبسم صاحبہ بنت مکرم چوہدری شیر محمد صاحب کے ساتھ مورخہ ۶ جولائی ۱۹۸۹ء کو ہوئی۔ اسی دن بارات چنیوٹ سے روانہ ہو کر گھوکھوال (فیصل آباد) پہنچی جہاں مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب نے ۲۰ ہزار حق مہر پر نکاح کا اعلان کیا اور دعا کروائی۔ اگلے دن مکرم چوہدری معراج دین صاحب نے اپنے گھر (چنیوٹ) میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں اور احباب کے علاوہ جامعہ احمدیہ کے غیر ملکی طلباء نے بھی شرکت کی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ یہ شادی دونوں خاندانوں کے لئے خیر و برکت کا موجب اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔

وسیم احمد سروعہ

مربی سلسلہ احمدیہ ربوہ

دارالقضاء کے اعلانات

۱۔ مکرم شیخ ضیاء اللہ صاحب ولد شیخ حشمت اللہ صاحب گلی نمبر ۷، دھوبی گھاٹ (اسلام پورہ) فیصل آباد نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد صاحب کا پلاٹ ۱۰/۱ محلہ دارالیمن ربوہ انکے نام منتقل کیا جائے۔ انکی والدہ محترمہ نذیر بیگم صاحبہ اور ہمشیرہ محترمہ نسیم اختر صاحبہ دونوں احمدی نہیں ہیں۔ اور ان تینوں کے علاوہ شیخ رحمت اللہ صاحب کا اور کوئی وارث بھی نہیں ہے۔

لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر درخواست دہندہ کی والدہ اور ہمشیرہ کو یا کسی اور وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو ایک ماہ کے اندر اندر دارالقضاء کو اطلاع دے۔

۲۔ مکرم عبدالمنان فیاض صاحب وغیرہ سیکٹر ۴-۱/ ۶-۷-۱۹-۵ آبپارہ۔ اسلام آباد نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد مکرم حکیم محمد رمضان صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کا پلاٹ نمبر ۳/۲۵ محلہ دارالرحمت شرقی ربوہ ان کے بیٹے عبدالمنان صاحب فیاض کے نام منتقل کیا جائے۔ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو ایک ماہ کے اندر اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

باقی خبر کی تخلیق

ے متعلق بسا اوقات غلط تصورات قائم کر لیتے ہیں۔ اور اس کی اصل ماہیت تک پہونچ نہیں پاتے۔

خبر کی تخلیق اور اس کی نوعیت

واقعات سے خبریں پیدا کرنے میں اخبار نویس کس طرح اپنے ذہن کی تخلیقی صلاحیت کو بروئے کار لاتا ہے۔ اور اس کے صحافتی ذہن کے انداز فکر کی نوعیت کیا ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جسے الفاظ میں بیان کرنا آسان نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک کیفیت ہے کہ جسے وارد ہونے پر محسوس تو کیا جا سکتا ہے۔ اس کی پوری ماہیت کو الفاظ میں نہیں ڈھالا جا سکتا۔ تاہم اگر اس کیفیت کو الفاظ میں کسی حد تک ظاہر کرنا ہی ہو تو ہم مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں کہ جونہی ایک اخبار نویس کو کسی واقعہ کے ظہور پذیر ہونے کی اطلاع ملتی ہے، اسی لمحے سے اس کا ذہن خاص خطوط پر سوچنے اور غور کرنے کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ موقعہ پر پہونچتا ہے۔ تو آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے۔ وہ اس پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ فوراً وہ یہ سوچنا شروع کر دیتا ہے۔ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں۔ اس کے پس پردہ کیا چیز ہے؟ اس کے ظہور پذیر ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اس کی کون کونسی کڑیاں ابھی منظر عام پر نہیں آئی ہیں۔ انہیں کیونکر دریافت کیا جا سکتا ہے۔ انہیں دریافت کرنے کیلئے کن کن متعلقہ اشخاص سے مجھے ملنا چاہیئے۔ اور اگر وہ بتانے کے لئے تیار نہ ہوں تو انہیں کس طرح ہموار کرنا چاہیئے؟ اس واقعہ کے اثرات کیا ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے نتیجہ میں اور کون کون سے نئے واقعات ظہور پذیر ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے؟ الغرض سوالات کا ایک لامتناہی سلسلہ اس کے ذہن میں آنا شروع ہو جاتا ہے۔ جو اس کے لئے مہمیز کا کام دیتا ہے۔ اور وہ ایک ایک سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے قدم بہ قدم آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح جب اسے واقعہ کے اسباب و عوامل اس کی اصل نوعیت اور اسکے اثرات سے متعلق جملہ تفصیلات معلوم ہو جاتی ہیں، تو وہ واقعہ کو ضبط تحریر میں لانے سے قبل اس کی جملہ تفصیلات کو ایک دفعہ پھر اپنے ذہن میں سے گذارتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ واقعہ کے کون کون سے حصے حشو و زوائد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں وہ یکسر ذہن سے نکال دیتا ہے۔ اور صرف وہی حصے اس کے ذہن میں رہ جاتے ہیں۔ جن کے متعلق وہ سمجھتا ہے کہ انہیں جوڑنے سے ایک خوبصورت تصویر بن سکتی ہے۔ اب وہ ان حصوں کو ان کی اہمیت کے اعتبار سے ایک لڑی میں پروتا ہے۔ جب اس کے ذہن میں ایک خاص ترتیب قائم ہو جاتی ہے۔ تو پھر وہ انہیں لکھنے بیٹھتا ہے۔ اور یہ تمام حصے ایک ایک کر کے اس کی قلم کی نوک پر منتقل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ انہیں ایک خاص ترتیب سے صفحۂ قرطاس پر نقش کرتا چلا جاتا ہے۔ ذہن کے اس مخصوص انداز فکر کے نتیجہ میں جو چیز معرض وجود میں آتی ہے اس کی مجموعی کیفیت کا نام خبر ہے۔ نہ کہ اس واقعہ کا کہ جو ظہور پذیر ہوا۔ اخبار نویس اس چیز کو اپنے ذہن میں کھنگال کر اس قدر صاف ستھرا اور مصفا بناتا ہے۔ اور پھر خود اپنی شخصیت سے اسے ایک ایسی جلا بخشتا ہے۔ کہ وہ اصل واقعہ ہی کے اہم اجزاء پر مشتمل ہونے کے باوجود اپنی ذات میں ایک بالکل آزاد اور نئی تخلیق کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسے ہم بیک وقت اصل واقعہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور اس سے ماوراء ایک نئی تخلیق بھی۔ اصل واقعہ کی یہ ایک ایسی تصویر ہوتی ہے۔ کہ اس واقعہ کے دوسرے چشم دید گواہ اسے دیکھ کر پکار اٹھتے ہیں، کہ فی الحقیقت یہی کچھ ظہور میں آیا تھا۔ بایں ہمہ چونکہ خود ان کی نگاہ میں واقعہ کی نہ تو باریک در باریک تفصیلات ہوتی ہیں، اور نہ وہ ان تفصیلات میں پنہاں خبریت کے عناصر سے پورے طور پر آگاہ ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں وہ تصویر ایک طرح سے بالکل انوکھی اور اچھوتی نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ صحافت کی اصطلاح میں کوئی واقعہ بھی اپنی ظاہری شکل میں خبر نہیں کہلاتا۔ بلکہ کسی واقعہ کا وہ جوہر خبر کہلاتا ہے۔ کہ جو مشاہدہ کرنے والے کسی اخبار نویس کے ذہن کے اندر ردِ عمل کے طور پر معرض وجود میں آ کر نشوونما پاتا اور پھر ایک نئی خلقت کے رنگ میں صفحۂ قرطاس پر جنم لیتا ہے۔ چنانچہ انگلستان کے مشہور اخبار نویس رابرٹ سنکلیر جو فلیٹ سٹریٹ کے متعدد اخباروں میں عرصہ دراز تک ادارت کے فرائض سر انجام دیتے رہے ہیں، اپنی کتاب "دی برٹش پریس" میں لکھتے ہیں،

"ALL NEWS IS SOMETHING THAT HAS TO BE CREATED BY THE MIND EITHER OF ONE JOURNALIST OR OF JOURNALISTS IN ASSOCIATION; NEWS IS SUBJECTIVE AND PER-

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ (۱۵) یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
سیکرٹری مجلس کارپرداز، ربوہ

مسل نمبر ۲۷۰۴۴ :- میں نصیر احمد ولد بشیر احمد صاحب قوم رانجھا پیشہ واقف زندگی عمر ۲۷ سال ۸ ماہ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 25 12/88 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نصیر احمد ولد بشیر احمد صاحب ناصر ہوسٹل ربوہ گواہ شد نمبر۱ بشارت احمد ناصر وصیت نمبر ۲۲۷۴۴ گواہ شد نمبر۲ محمد اسلم فاروقی استاد جامعہ احمدیہ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۰۴۵ :- میں ناصرہ بیگم زوجہ رانا عزیز الرحمن قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ باب الابواب ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ ۳/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) زرعی زمین ۱۴ کنال ۱۱ مرلے مالیتی نوے ہزار روپے (۲) حق مہر وصول شدہ -/۳۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۸۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ناصرہ بیگم زوجہ رانا عزیز الرحمن ۱/۴۰ محلہ باب الابواب ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ محبوب احمد قمر پسر موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ رانا عزیز الرحمن خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۷۰۴۶ :- میں معراج الدین خالد ولد تاج الدین صاحب قوم شیخ انصاری پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال بیعت ۲۱ اگست ۷۲ء ساکن فضل عمر ہسپتال ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۲ ۳/۸۹ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ مکان برقبہ ۲ ۱/۲ مرلہ واقع مدینہ آباد فیصل آباد مالیتی -/۵۰,۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰۶ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد معراج الدین خالد کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱ محمد حنیف سیکرٹری مال دار الصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد اکرم وصیت نمبر ۱۷۸۰۹۔

مسل نمبر ۲۷۰۴۷ :- میں عابدہ بیگم زوجہ ماسٹر نصیر احمد ناصر قوم گجر پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۶/۲۵ دار العلوم وسطی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۴/۸۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) حق مہر قابل وصول -/۴۰۰۰ روپے (۲) زیورات طلائی ۶۴ گرام مالیتی -/۱۳۲۵۰ روپے (۳) پرائز بانڈ -/۱۰۰۰ روپے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ عابدہ بیگم زوجہ ماسٹر نصیر احمد صاحب ۱۶/۲۵ دار العلوم وسطی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ نصیر احمد ناصر خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲ غلام احمد وصیت نمبر ۴۹۰۸۔

مسل نمبر ۲۷۰۴۸ :- میں مقصودہ بیگم زوجہ مبارک احمد شاد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۳/۴ دار العلوم غربی ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۳/۸۹ وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) حق مہر مبلغ -/۶۰۰ روپے (۲) زیورات ۲۱ گرام ۲۰۰ ملی گرام مالیتی -/۵۷۰۰ روپے (۳) سلائی مشین مالیتی -/۷۰۰ روپے (۴) پیڈسٹل فین -/۳۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ مقصودہ بیگم زوجہ مبارک احمد شاد ۱۳/۴ دار العلوم غربی ربوہ گواہ شد نمبر۱۔ مبارک احمد شاد وصیت نمبر ۲۱۱۳۸ خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد الطاف خان سیکرٹری مال دار العلوم غربی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۷۰۵۰ :- میں مسعود ارشد خان ولد محمد ارشد خان قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیصل آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳۰ ۱۱/۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مسعود ارشد خان ولد محمد ارشد خان D-158 پیپلز کالونی فیصل آباد۔ گواہ شد نمبر۱ محمد اعظم اکسیر وصیت نمبر ۱۷۲۷۹۔ گواہ شد نمبر۲۔ حامد منصور وصیت نمبر ۲۳۷۸۱

> حقیقی طور پر انسان کی کیا عزت ہے ، صرف اس (خدا) کے نور کے پرتو پڑنے سے عزت حاصل ہوتی ہے۔
> (آسمانی فیصلہ)

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی شیشی ۲۰ گرام پندرہ (۱۵) روپے
بڑی شیشی ۶۰ گرام پنتالیس (۴۵) روپے
ناصر دواخانہ گول بازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۴

کمزوری نظر کورس — EYESIGHT COURSE — ۴۰ روزہ کورس — قیمت -/۷۵
کمزوری نظر دور کورس — MYOPIA COURSE — ۴۰ روزہ کورس — قیمت -/۷۵
کمزوری نظر مطالعہ کورس — READING EYESIGHT COURSE — ۴۰ روزہ کورس — قیمت -/۷۵
بھینگا پن کورس — SQUINT COURSE — ۴۰ روزہ کورس — قیمت -/۷۰
دو نظری کورس — DIPLOPIA COURSE — ۴۰ روزہ کورس — قیمت -/۷۵
آنکھوں کے متعلق تفصیلی لٹریچر -/۳ کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
کیوریٹو میڈیسن کمپنی ۔ ربوہ
فون: سیلز ۷۷۱ / کلینک ۶۰۶ / رہائش ڈائرکٹرز ۶۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کی طرف سے

احباب جماعت کے اعزاز میں شاندار ضیافت

عیدالاضحیہ سے اگلے روز ہفتہ ۱۵ جولائی ۱۹۸۹ء کو دارالضیافت ربوہ میں احباب جماعت کے اعزاز میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک ضیافت دی گئی جس میں دو ہزار مرد و زن نے شمولیت کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقت اور دارالضیافت کے حسنِ انتظام کی مرقع یہ دعوت احاطہ لجنہ میں منعقد ہوئی۔ جہاں پر پردہ کی رعائت سے الگ الگ انتظام کیا گیا تھا۔ خواتین کی تعداد ۴۰۰ تھی۔ جن میں ربوہ کے ہر محلہ سے کم از کم ۵ غریب عورتوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ مردوں کی کل تعداد ۱۵۰۰ تھی۔ جن میں ربوہ کے ہر محلہ سے کم از کم ۱۵ غرباء دعوت میں شامل تھے۔ اس کے علاوہ ایک سَو غریب اطفال شریک ضیافت تھے۔ دعوت میں مدعو کرتے وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو خصوصی طور پر مدنظر رکھا گیا تھا کہ ایسے غرباء کو مدعو کیا جائے جن کو عام طور پر دعوتوں میں مدعو نہیں کیا جاتا۔

دعوت کے دیگر مدعوئین کی ترتیب یہ تھی۔ رفقائے حضرت بانیٔ سلسلہ، احمدیت کی خاطر جان قربان کرنے والوں کے ورثاء، اسیرانِ راہِ مولا کے عزیزان، غیر ملکی طلباء، تمام جماعتی ادارہ جات کے تمام مددگار کارکنان۔ اس کے علاوہ درجہ چہارم، درجہ سوم، درجہ دوم اور درجہ اوّل کے تمام کارکنان۔ ربوہ میں موجود معلمین وقف جدید، بعض مربیان کرام، ناظران، وکلاء اور تمام افسرانِ صیغہ جات، نمائندگان پریس۔ عورتوں کی طرف بیٹھ کر کھانے کا انتظام تھا جبکہ مردوں کی طرف کھڑے ہو کر کھانے کا انتظام تھا۔

دعوت کا وقت آٹھ بجے مقرر تھا۔ پونے آٹھ بجے مہمان آنے شروع ہو گئے۔ آٹھ بجکر پانچ منٹ پر مہمانِ خصوصی امیر مقامی و ناظر اعلیٰ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی تشریف آوری کے ساتھ ہی کھانا شروع ہو گیا۔ کھانے کے مینو میں پلاؤ، قورمہ، زردہ اور روٹی تھی۔ کھانا خدا تعالیٰ کے فضل سے لذیذ، عمدہ اور وافر تھا۔ کھانے کے مقام کو آرائشی روشنیوں اور ٹیوب لائٹوں سے مزین کیا گیا تھا۔ دارالضیافت کے کارکنوں نے نہایت محنت سے سارا کام نمٹایا۔

خبریں

☞ پنجاب کی حکومت نے ابتدائی سروے کے مطابق سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں امدادی کاموں کے لئے وفاقی حکومت کو ۲۵ کروڑ روپے کی عبوری گرانٹ دینے کا مطالبہ بھیج دیا ہے۔ یہ بات صوبائی وزیر مال ارشد خان لودھی نے پریس کانفرنس میں بتائی۔

☞ پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے ڈپٹی لیڈر اور پیپلز پارٹی کے رہنما سلمان تاثیر نے کہا ہے کہ مجھے وزیر اعلیٰ نواز شریف کے حکم پر گرفتار کیا گیا تھا اور ہائی کورٹ کے حکم پر رہا کیا گیا ہے۔

☞ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ مرکزی حکومت کی طرف سے پنجاب میں پرسنل لیجر اکاؤنٹ کے فنڈز منجمد کرنے کا اقدام صوبائی خود مختاری پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے کیونکہ اس سے نہ صرف ہمارے ترقیاتی پروگرام متاثر ہوئے ہیں بلکہ بے روزگاری کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔

☞ ایک سرکاری اعلان کے مطابق ۱۲ اور ۱۳ اگست کو ۹ محرم الحرام اور یوم عاشورہ کی سرکاری رخصتیں ہوں گی۔

★۔ سوویت وزیر خارجہ شیورڈ نازے نے افغان صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کو یقین دلایا ہے کہ ان کا ملک کابل حکومت کو بچانے کے لئے بھرپور امداد دے گا۔

و۔ گذشتہ روز بھارت میں پاکستانی مسافروں والی خصوصی ٹرین حادثہ کا شکار ہو گئی۔ جس کے نتیجہ میں بعض مسافر زخمی ہو گئے۔ انڈیا ریڈیو کے مطابق یہ حادثہ ۳۰۔اپ اٹاری سپیشل ٹرین کو پیش آیا۔ جس میں ۵۰۰ پاکستانی مسافر سوار تھے۔ حکام کے مطابق کرد شہر ریلوے سٹیشن پر ایک ناقص سگنل پوائنٹ کے نتیجہ میں اس گاڑی کا انجن اور تین ڈبے پٹڑی سے اتر گئے۔

و۔ ضلع سیالکوٹ کے موضع چوبارہ کے قریب مقبوضہ جموں سرحد پر چناب رینجرز اور بھارتی سرحدی سیکورٹی فورس کے درمیان ۲۷ گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ رات کے فائرنگ میں شدت آجاتی ہے۔ اس تصادم کی وجہ سے مقبوضہ جموں کے سرحدی علاقوں میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا۔

★۔ لبنان میں یرغمالیوں کے بحران کے پیش نظر لبنان اور ایران کے آس پاس جمع کی گئی امریکی افواج کو احکام جاری کر دیئے گئے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر وہ دہشت گردوں کے تربیتی کیمپوں اور مرکزوں پر میزائلوں، بمبار طیاروں اور بحری جنگی توپوں سے حملہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار رہیں۔

آل ربوہ باسکٹ بال ٹورنامنٹ

آل ربوہ باسکٹ بال ٹورنامنٹ مورخہ ۲۵ جولائی کو فضلِ عمر باسکٹ بال کورٹس پر منعقد ہوا۔ اس ٹورنامنٹ کا افتتاح مکرم محمد خالد گورایہ صدر آل ربوہ باسکٹ بال ٹورنامنٹ کمیٹی نے دعا کے ساتھ کیا۔ اس ٹورنامنٹ میں ربوہ کے آٹھ بلاکوں کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ تمام ٹیموں کو دو پولز میں تقسیم کر کے لیگ سسٹم پر میچ کروائے گئے۔ فائنل میچ دارالعلوم بلاک ب دارالرحمت الف کے درمیان ہوا جو کہ دارالعلوم کی ٹیم نے ۲۹ کے مقابلے میں ۳۹ پوائنٹ سے جیت لیا۔ اس ٹورنامنٹ میں کل ۱۵ میچ ہوئے۔

آخر میں مہمان خصوصی جناب اظہر حنیف صاحب نے انعامات تقسیم کئے اور دعا کروائی جبکہ سیکرٹری کے فرائض ملک محمود احمد ایوب نے ادا کئے۔ آخر میں مہمانانِ گرامی اور کھلاڑیوں کی خدمت میں ملک پارٹی (MILK PARTY) کا انتظام کیا گیا۔

بقیہ: خبر کی تخلیق

SONAL THING WHICH ARISES IN AND ISSUES FROM THE HUMAN MIND; AS READ BY THE READER IT IS A MANUFACTURED ARTICLE OF A HIGHLY COMPLEX NATURE (PAGE 40)

"یعنی ہر خبر ایک ایسی مصنوعہ چیز کی طرح ہوتی ہے جسے کسی ایک اخبار نویس یا کئی اخبار نویسوں کا ذہن مل کر تخلیق کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ خالصتہً شخصی اور ذاتی نوعیت کی ایک ایسی شے ہوتی ہے۔ جو انسانی ذہن کے اندر معرض وجود میں آتی، اور پھر اس سے جنم لے کر باہر نکلتی ہے۔ ایک قاری جس (نستعلیق) شکل میں اسے پڑھتا ہے (در پردہ) اس کی حیثیت ایک انتہائی پیچیدہ نوعیت کی تراشیدہ اور مصنوعہ چیز کی سی ہوتی ہے"۔

(باقی)

فری بلڈ گروپنگ کیمپ

نظامت خدمت خلق (مقامی) کے زیر انتظام دفتر خدام الاحمدیہ بیت الاقبال محلہ دارالنصر غربی میں بروز جمعہ بتاریخ ۱۱ اگست ۱۹۸۹ء فری بلڈ گروپنگ کیمپ لگایا جائے گا، جو صبح ۸ بجکر ۳۰ منٹ سے دوپہر ۱۲ بجے تک اور شام ۵ بجے سے شام ۷ بجے تک کام کرے گا۔

نصر بلاک کے تمام حلقہ جات دارالشکر، چھنیاں اور دوسرے محلہ جات کے وہ خدام جنہیں اپنا بلڈ گروپ معلوم کرنا ہو بروقت پہنچ کر اس کیمپ سے مستفید ہوں۔

خون کا عطیہ دے کر انسانیت کی خدمت کریں

جب تین شخص بیٹھے ہوں۔ تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں کیونکہ اس سے وہ آزردہ ہو جائے گا۔